مجلس صیانۃ الحق ایک کارِ خیر

از مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی

کسی مجلس کا کب اور کس طرح آغاز ہوا تھا اور اس کے قائم ہونے کی کیا نوعیت تھی اگر یہ امر حیطۂ تحریر میں نہ لایا جائے تو بعد میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے قیام و تاسیس کے کیا حالات محرک تھے اور اسکی کب ابتداء ہوئی اور بلاشک کسی مہتم بالشان کام کے آغاز کا عدم علم تاریخ کا ایک المیہ ہوتا ہے۔ اسلئے اس کی ابتدائی تاریخ کا محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس وقت کہ حضرت حکیم الامۃ کے طرز پر تبلیغ و اشاعتِ دین کے عظیم ترین منصوبہ کے لئے ماضی قریب میں "مجلس صیانۃ الحق" کا قیام ہوا ہے اس کی تاریخ ابتداء اور اس وقت کی کیفیات محفوظ رہیں۔ اس کے پیش نظر عزیز گرامی مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی ناظم مجلس صیانۃ الحق سہارنپور نے جو مضمون تحریر فرمایا ہے وہ درج ذیل ہے۔ انعام الرحمٰن

مؤرخہ ۳ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ بوقت ۱۲ بجے دن حضرت سیدی وسندی مرشدی ومولائی مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ صاحب دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں حضرت مخدومی واستاذی جناب مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی ناظم مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، حضرت استاذی علامہ محمد یامین صاحب مدظلہ، ناظم تعلیمات مظاہر علوم (وقف) سہارنپور اور عزیز گرامی مولوی مظفر الاسلام تھانوی سلمہ، مدرس مدرسہ مظاہر علوم وغیرہ حضرات اور احقر جلال آباد حاضر ہوئے۔

حضرت والا کی خدمت میں اس وقت جناب مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب لندنی، اور وکیل جمشید علی صاحب الہ آبادی، ڈاکٹر محمد نعیم صاحب پھلتی اور حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی موجود تھے۔

حضرت والا نے ہم سب سے نہایت مسرت اور محبت کے ساتھ سلام ومصافحہ کیا اور باوجود نہایت درجہ کمزوری وضعف کے گفتگو بھی فرمائی اور خود از راہِ عنایت ہم سب کو دین ودنیا کی فلاح وصلاح وکامیابی

وکامرانی کی دعائیں دیتے رہے۔ اور آخر میں نہایت تواضع وانکساری کے لہجہ میں اپنے لئے بھی دعاء خیر کیلئے فرمایا۔ یہ سن کر حضرت ناظم صاحب مدظلہ نے احقر سے آہستہ سے یہ فرمایا کہ آپ بھی ہم سب کیلئے دعاء وتوجہ کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ احقر نے عرض کیا کہ حضرت ہم دعاء وتوجہ کے خواستگار ہیں۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ حضرت ناظم صاحب کی سرپرستی میں ہم لوگوں نے کچھ کام شروع کیا ہے وہ یہ کہ حضرت مولانا تھانوی رح کی کتابوں کا مساجد میں سنانا اور وقتاً فوقتاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی چیزوں کی اشاعت کرنا۔ چنانچہ مظاہر علوم کی چار مسجدوں میں اور شہر کی بھی بعض مساجد میں حیات المسلمین وغیرہ سنانے کا اہتمام کیا ہے یہ خبر فرحت اثر سن کر حضرت والا نے بڑی مسرت کیساتھ ارشاد فرمایا، یہ کارِ خیر مبارک ہو، اللہ تعالیٰ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس کی طرف متوجہ فرمائے اور مسلمانوں کا اس کارِ خیر کی طرف رجحان ہو" اور فرمایا کہ ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رح فرماتے تھے کہ حیات المسلمین کی تالیف میں مجھے جتنا تعب ہوا اتنا کسی اور تصنیف میں نہیں ہوا۔ بعض علماء اس کو اردو میں دیکھ کر معمولی کتاب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ نہایت اہم اور مفید کتاب ہے۔ حضرت رح اس کو اپنی بخشش کا قوی ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ فرماتے تھے کہ حیات المسلمین پر مجھ کو اللہ تعالےٰ سے اپنی مغفرت کی امید ہے۔

اور ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ متقدمین کی کتابیں قدماء کے زمانہ کیلئے تھیں مگر اس وقت کے لوگوں کے لیے ہماری کتابیں مفید و نافع ہیں اسی سے طریق سمجھ میں آئے گا۔ احقر نے آخر میں مکرر دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اخلاص وصدق کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے چنانچہ حضرت نے دوبارہ ہم سب کے حق میں تمناؤں سے زیادہ دعائیں فرمائیں ہم سب حضرت والا کی کرم فرمائی اور حوصلہ افزائی کے ساتھ دعاؤں کا بیش بہا سرمایہ لیکر باچشم نم، خوش وخرم نہال وسرشار بزبانِ حال یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے

؎ دور چلے ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے
میکشوں کے سر پہ یارب پیر میخانہ رہے